آنحضرتؐ کا انفاق فی سبیل اللہ اور جود وسخا

انفاق کی قرآنی تعلیم

مذہب اور دین کی بنیادی غرض دو ہی امر ہیں- یعنی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی- انفاق کے معنے خرچ کرنے اور لُٹانے کے ہیں- انفاق فی سبیل اللہ کا تعلق زیادہ تر حقوق انسانی کی ادائیگی سے ہے- تاہم فقراء و مساکین کی ضروریات کے علاوہ تعلیم وتربیت اور اشاعت اسلام کے خرچ نیز ملک وقوم کے دفاع کی خاطر جہاد بالسیف کی تیاری اور اس کے اخراجات بھی اللہ کی راہ میں مالی جہاد کے قرآنی حکم کی ذیل میں آتے ہیں- اس پہلو سے انفاق کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہو جاتا ہے-

اسلامی تعلیم میں زکوٰۃ اور صدقات پر بہت زور دیا گیا ہے- قرآن شریف میں مومنوں کی بنیادی صفت ہی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں (البقرہ:4) نیز فرمایا کہ اے مومنو! تم وہ قوم ہو جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلائے گئے ہو مگر تم میں سے بعض بخل سے کام لیتے ہیں...... پھر ان بخل کرنے والوں کو تنبیہ کرتے

ہوئے فرمایا کہ اگر تم پھر جاؤ تو اللہ تمہاری جگہ ایک اور قوم لے کر آئے گا جو تمہاری طرح نہ ہوں گے۔ (سورۃ محمد: 39)

انفاق فی سبیل اللہ کے بارہ میں قرآن شریف کی خوبصورت تفصیلی اور جامع تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی اور مالک ہے۔ اس کے پاس بے شمار خزانے ہیں۔ اسے اموال کی کوئی ضرورت نہیں۔ انسان اس کے مقابل پر فقیر اور محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے فائدے کے لئے انہیں خرچ کرنے کی تحریک فرماتا ہے گویا ایک قسم کا قرض ہے جو بطور تجارت ان سے مانگا جاتا ہے جس کا اجر اللہ تعالیٰ سات سو گنا تک اور اس سے بھی زیادہ بڑھا کر عطا فرماتا ہے۔ (سورۃ البقرہ:262) اور خدا کی رضا مندی اس کے علاوہ ہے۔ جبکہ استطاعت کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنا اللہ کو ناراض کرنے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ (سورۃ محمد:39)

قرآن شریف میں انفاق فی سبیل اللہ کے آداب بھی سکھائے گئے ہیں چنانچہ فرمایا کہ اپنے پاکیزہ اموال اور بہترین کمائی میں سے خدا کی محبت کی خاطر وہ خرچ کرو جو تمہیں بہت پسند ہو۔ (سورۃ آل عمران:93) پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق احسان کے ساتھ ادا کرو یعنی والدین اولاد بیوی بچوں بھائی بہنوں اور دیگر رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا سلوک کرتے ہوئے خرچ کرو۔ یتامیٰ اور مساکین کے حقوق ادا کرو۔ (سورۃ البقرہ:216) خاموشی اور راز داری سے اور غرباء کی عزت نفس قائم رکھتے ہوئے انہیں دو۔ جہاں ضرورت ہو دوسروں کو

تحریک کے لئے اعلانیہ بھی خرچ کرو۔(سورۃ البقرہ:275)خدا کی راہ میں کسی کو دے کر اور احسان جتا کر اپنی مالی قربانی برباد نہ کردو۔ (سورۃ البقرہ:265)

سنت رسول اور ارشادات نبویؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپؐ نے اسلامی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دریغ اپنے اموال خرچ کرنے کا بہترین نمونہ دیا ہے۔ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق عین قرآن شریف کے مطابق تھے اور بلاشبہ آپ کی پاکیزہ سیرت انفاق فی سبیل اللہ کے بارہ میں قرآنی تعلیم کی بہترین عکاسی کرتی ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگی اور فراخی کے دونوں زمانے دیکھے جن میں آپ کے اخلاق کھل کر دنیا کے سامنے آئے۔دونوں زمانوں میں ہی ہمیشہ آپ کی کیفیت ایسے مسافر کی سی رہی جو کچھ دیر کسی درخت کے نیچے آرام کرنے اور ستانے کے لئے ٹھہرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ کر آگے روانہ ہو جاتا ہے۔عارضی دنیا اور اس کے اموال سے آپ کو چنداں رغبت نہ تھی۔(بخاری)[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ اور صحابہ کی بھی اسی انداز میں تربیت فرماتے تھے۔ایک دفعہ صحابہؓ کی مجلس میں ان سے مخاطب ہو کر فرمایا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جسے (اپنے بعد میں ہونے والے) وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ عزیز اور پیارا ہو۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم میں سے کوئی بھی

ایسا نہیں جسے اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو- آپؐ نے فرمایا تو پھر یاد رکھو تمہارا اصل مال وہی ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کر کے آگے بھجوا چکے ہو جو پیچھے باقی رہ گیا وہ وارثوں کا مال ہے- (بخاری) [2]

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری ذبح کروائی اور اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کروایا اور بعد میں پوچھا کہ کیا اس گوشت میں سے کچھ باقی بچا ہے- گھر والوں نے جواب دیا کہ سارا تقسیم کر دیا گیا ہے- اپنے لئے تھوڑا سا بچا ہے- فرمایا جو تقسیم کر دیا دراصل وہ بچ گیا ہے (کہ اس کا اجر محفوظ ہو گیا) اور جو بچ گیا ہے سمجھو کہ یہ ضائع ہو گیا- (ترمذی) [3]

مدینہ میں رسول اللہؐ کے پاس بحرین سے مال آیا تو فجر کی نماز میں کثرت سے لوگ آئے۔ فرمایا میں تمہارے بارے میں فقر و غربت سے خائف نہیں ہوں بلکہ مجھے اندیشہ یہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ کر دی جائے گی پھر تم کہیں پہلی قوموں کی طرح آپس میں مقابلے کرنے نہ لگ جاؤ اور اُن کی طرح تمہارا انجام نہ ہو۔ (بخاری) [4]

مال سے بے رغبتی کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رجحان اور قلبی کیفیت کا اندازہ اس بیان سے ہو سکتا ہے فرمایا:-

'' اگر میرے پاس اُحد کے برابر بھی سونا آ جائے تو مجھے خوشی اس میں ہو گی کہ اس پر تیسرا دن چڑھنے سے پیشتر اللہ کی راہ میں اسے خرچ کر

دوں اور ضرورت سے زائد ایک دینار بھی بچا کے نہ رکھوں اور سارا مال خدا کی راہ میں دل کھول کر یوں خرچ کر دوں اور لٹا دوں۔ آپ نے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہاتھوں کے اشارے کر کے بتایا۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ زیادہ مالدار ہیں قیامت کے دن وہ گھاٹے میں ہوں گے۔ سوائے ان کے جو اس طرح دائیں بائیں آگے اور پیچھے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں مگر ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ (بخاری)[5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں بھی یہی روح پیدا فرمانا چاہتے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔ (بخاری)[6]

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین صدقہ کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ صدقہ جو صحت کی حالت میں ذاتی ضرورت کے باوجود ایسے وقت میں دیا جائے جب افلاس کا اندیشہ ہو اور غنا کی امید۔ ایسا صدقہ اجر میں سب سے بڑھ کر ہے۔ پھر آپؐ نے یہ نصیحت فرمائی کہ کہیں ایسا نہ ہو خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کے لئے زندگی کے آخری لمحات کا انتظار کرتے رہو۔ جب جان کنی کا وقت آ جائے تو یہ فیصلے کرنے بیٹھو کہ اچھا اب اتنا فلاں کو دے دو اور اتنا فلاں کو۔ آخری لمحوں کی اس دریا دلی کا کیا ثواب؟ جبکہ وہ مال پہلے ہی کسی

اور کی ملکیت ہونے والا ہے- (بخاری) 7

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث قدسی بھی سنایا کرتے تھے کہ اللہ فرماتا ہے اے ابن آدم! خرچ کرتا رہ- میں تجھے عطا کروں گا- (بخاری) 8

نیز فرماتے تھے کہ غنا یا امارت دولت کی کثرت کا نام نہیں بلکہ اصل امارت تو دل کا غنا ہے- (بخاری) 9

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء ؓ بنت ابوبکر کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو- ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا- اپنی روپوؤں کی تھیلی کا منہ (بخل کی راہ سے) بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا (یعنی اگر کوئی روپیہ اس سے نکلے گا نہیں تو آئے گا کہاں سے؟) جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کیا کرو- (بخاری) 10

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خوشی اور انشراح صدر کا جو عالم تھا وہ اس بات سے خوب عیاں ہے جو آپؐ نے بخیل اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی بیان فرمائی جنہوں نے لوہے کے دو جبے سینے سے گلے تک پہن رکھے ہوں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا جوں جوں خرچ کرتا جاتا ہے اس کا جبہ مزید کھلتا اور فراخ ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے تمام جسم حتیٰ کہ انگلیوں کے پوروں تک کو

ڈھانک لیتا ہے- (اوراس کا نشان تک مٹ جاتا ہے) اور بخیل ہر دفعہ جب کچھ خرچ نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لوہے کے جبہ کے حلقے تنگ پڑتے جاتے ہیں وہ ان کو کشادہ کرنا چاہتا ہے-مگر نہیں کر پاتا- (یعنی سخت تنگی اور گھٹن کی کیفیت میں ہوتا ہے)- (بخاری) 11

آداب انفاق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انفاق فی سبیل اللہ کے آداب بھی اپنے صحابہ کو سکھائے- آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت دکھاوے یا ریاء سے کام نہیں لینا چاہئے۔ جو شخص ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہی معاملہ کرے گا یعنی اسے شہرت اور مقبولیت تو حاصل ہو جائے گی مگر اجر سے محروم ہوگا اور خدا کی رضا نہ پا سکے گا- (بخاری) 12

راز داری سے صدقہ دینے والے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز جب خدا کی پناہ اور سائے کے سوا کسی کی پناہ کوئی کام نہ دے گی تو وہ صدقہ دینے والا خدا کی پناہ میں ہوگا، جس نے اتنی راز داری سے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ تک کو خبر نہ ہوئی- (یعنی اس نے مکمل راز داری سے کام لیا)- (بخاری) 13

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انفاق فی سبیل اللہ کی ترجیحات بھی بیان فرمائیں۔اسی کے مطابق آپؐ خود بھی خرچ فرماتے تھے- چنانچہ آپؐ نے فرمایا

کہ بہترین مال وہ ہے جو ایک شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے، پھر وہ مال جسے وہ اللہ کی راہ میں اپنی سواری پر خرچ کرے، پھر وہ مال جسے وہ اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے۔ (مسلم) 14

آپؐ نے فرمایا کہ ایک مسلمان جب اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ بھی اس کے حق میں صدقہ (یعنی مالی قربانی) شمار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ ایک لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے تو وہ بھی اس کے حق میں نیکی شمار ہوتی ہے۔ (بخاری) 15

اسی طرح فرماتے تھے کہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو صدقہ دینے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے بلکہ دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ صدقہ کا ثواب الگ اور قرابت داری کا حق ادا کرنے کا اجر الگ۔ چنانچہ آپؐ نے بیوی کو خاوند پر صدقہ کرنے اور باپ کو بیٹے پر صدقہ کی تحریک فرمائی۔ (بخاری) 16

انفاق کی خاطر قناعت کی قربانی

انفاق فی سبیل اللہ کی اس پاکیزہ تعلیم پر ہر پہلو سے ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ نے عمل کر کے دکھایا۔ رحمان خدا کے اس عظیم بندے میں سب سے بڑھ کر یہ شان جھلکتی تھی کہ نہ اسراف کی طرف میلان تھا نہ بخل کی طرف رجحان، بلکہ ایک کمال شانِ اعتدال تھی۔ چنانچہ گھریلو زندگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسب حال سادگی اور قناعت کا طریق اختیار

فرماتے تھے- یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ایک گوناں تیاری ہوتی تھی کہ خود تکلیف اٹھا کر اور قربانی کر کے بھی دینی ضروریات مقدم رکھی جائیں-

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سے مدینہ تشریف لائے آپؐ کے خاندان نے کبھی مسلسل تین دن گندم کی روٹی نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی- نیز انہوں نے بیان کیا کہ ہمارا پورا پورا مہینہ اس حال میں گزر جاتا تھا کہ جس میں ہم آگ نہیں جلاتے تھے- کھجور اور پانی پر گزر بسر ہوتی تھی سوائے اس کے کہ کچھ گوشت (بطور تحفہ) کہیں سے آجائے- (بخاری) 17

انسانوں میں سب سے بڑا سخی

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کا سوال ہے- آپؐ سے بڑھ کر کوئی شاہ دل اور سخی نہ تھا- حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں سب سخیوں سے بڑے سخی کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے- پھر میں تمام انسانوں میں سے سب سے بڑا سخی ہوں- (ھیثمی) 18

یہ محض آپؐ کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ جس نے بھی آپ کی سخاوتوں اور فیاضیوں کے جلوے دیکھے وہ یہی رائے دینے پر مجبور ہوا- آپؐ کے چچا زاد

بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ (جنہیں بہت قریب سے آپؐ کے احوال مشاہدہ کرنے کا موقع ملا) نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان کے مہینہ میں اپنے انتہائی عروج پر پہنچ جاتی تھی، جب جبریلؑ آپ سے ملاقاتیں کرتے تھے اس وقت آپؐ کی سخاوت اپنی شدت میں تیز آندھی سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ (بخاری) 19

رمضان وہ برکتوں والا مہینہ ہے جس میں نیکی کا ثواب عام دنوں کی نسبت کہیں بڑھ کر ہے۔ دوسرے جبریلؑ کی ملاقاتوں سے رسول اللہؐ کی روحانی وعلمی ترقیات میں اضافہ ہوتا تھا اور آپؐ زیادہ سے زیادہ صدقہ کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاق فی سبیل اللہ اور سخاوت کے انداز بھی بے شمار تھے۔ ہر چند کہ آپ دینی وقومی ضروریات کو مقدم رکھتے تھے تاہم ابتدائی زمانہ میں کثرت سے کمزور اور غریب لوگوں کے قبول اسلام کے باعث ان کی امداد اور حاجت روائی بھی ایک نہایت ضروری شعبہ تھا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی اور جماعتی دونوں لحاظ سے بہت توجہ دیتے تھے اور ایک بہت بڑا حصہ اموال کا اس پر خرچ ہوتا تھا۔

اس زمانہ میں مہمان نوازی کے لئے کوئی علیحدہ مرکزی انتظام نہیں تھا اس لئے آنے والے مہمانوں کی اولین ذمہ داری آپؐ کے اہل خانہ پر ہی ہوتی تھی۔ گھریلو اخراجات کا ایک بہت بڑا حصہ آپؐ اس پر صرف فرما دیتے تھے۔

آپؐ ہمیشہ ضرورت مند کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ لوگوں کی ضرورتوں کا خود خیال رکھتے۔ سوال سے پہلے از خود مدد کرنے کی سعی فرماتے تھے۔ جب بھی کوئی سوالی آپؐ کے در پر آتا تو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ آپؐ بطور ھبہ بھی عطا فرماتے اور بطور صدقہ بھی۔ گویا امیر و غریب آپؐ کی عطا سے فیضیاب ہوتے۔ احباب کو از خود بھی تحائف بھجواتے اور اُن کے تحائف کا بہتر بدلہ بھی عطا فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ اور مختلف حیلوں سے بھی دیتے تھے۔ کبھی قرضہ لیا تو بوقت ادائیگی زیادہ دے دیا۔ کبھی کسی سے کوئی چیز خریدی تو قیمت زیادہ عطا فرما دی اور کبھی چیز اور قیمت دونوں ہی بخش دیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرنے کی یہ کیفیت آغاز جوانی سے ہی تھی۔ آپؐ خود حالت یتیمی سے گزرے اور کمزوری کا زمانہ دیکھا تھا، اس لئے جونہی اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے آپؐ نے حسب توفیق غرباء کی مدد اور ہمدردی کا ایک سلسلہ شروع فرما دیا۔ مکہ کے ابتدائی دور میں دعویٰ نبوت سے پہلے کفار قریش کے ساتھ آپؐ معاہدہ حلف الفضول کے اسی لئے رکن بنے تھے تا غرباء کی حق تلفیوں کے ازالے میں معاون ہوسکیں۔

مکی دور میں مالی جہاد اور حضرت خدیجہؓ کی گواہی

شادی سے قبل حضرت خدیجہؓ کے اموال تجارت سے جو منافع پایا اس سے بھی کوئی جائیداد نہیں بنائی، نہ اپنی تجارت بڑھائی بلکہ اللہ کی راہ میں غرباء پر

خرچ کر دیا- پھر حضرت خدیجہؓ سے شادی ہوئی انہوں نے اپنے تمام اموال اور غلام آپؐ کے سپرد کر دیئے- آپؐ نے غلام زید بن حارثہؓ کو آزاد کر دیا اور اموال خدا کی راہ میں بے دریغ خرچ کئے- چنانچہ جب پہلی وحی کے نئے تجربے پر آپؐ کو طبعاً گھبراہٹ ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے جو کلمات کہے ان سے نہ صرف اس زمانہ میں آپ کے انفاق فی سبیل اللہ کی عادت ظاہر ہوتی ہے بلکہ خدا کی راہ میں آپ کے خرچ کے طریقے بھی کھل کر سامنے آتے ہیں-

حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے پاکیزہ اخلاق پر یہ بے لاگ تبصرہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا- آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، غریبوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، جو نیکیاں مٹ چکی ہیں وہ آپؐ قائم کرتے ہیں، آپ مہمان نوازی کرتے اور حقیقی مصائب میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں- (بخاری)[20]

بعض روایات میں ہے کہ ورقہ بن نوفل نے بھی پہلی وحی کا حال سن کر یہی گواہی دی تھی- اس سے خوب اندازہ ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے آپؐ کن کن راہوں میں خرچ کرتے تھے- ہجرت کے بعد آپؐ اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینہ آ گئے تھے- آپ کا کوئی ذاتی ذریعہ آمد نہیں تھا- اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی جملہ ضروریات معاش کا ذمہ خود اٹھایا ہوا تھا- جیسے فرمایا کہ تمہارے رزق کا انتظام ہم خود کریں گے۔ (سورۃ طٰہٰ :133)

مدنی دور اور انفاق فی سبیل اللہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نہایت اخلاص اور ایثار سے ہدایا اور تحائف پیش کرتے رہے۔ کسی نے دودھ دینے والے جانور پیش کئے تو بعض نے کھجور کے درخت آپؐ کے لئے وقف کر دیئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حسب ضرورت اپنے استعمال میں بھی لاتے اور ضرورت مند صحابہ کی حاجت روائی بھی فرماتے رہے۔

بعد میں جب 4ھ میں یہود بنی نضیر اپنی بدعہدی کے باعث مدینہ سے جلا وطن ہوئے تو ان کے کھجوروں کے باغات بطور خمس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں آئے۔ آپؐ ان کے پھلوں کو فروخت کر کے اہل خانہ کے سال بھر کے اخراجات خوراک اور غلہ وغیرہ کا انتظام فرما لیتے تھے اور باقی مال جو ضرورت سے زائد ہوتا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتے تھے۔ (بخاری) 21

ہر چند کہ خمس یعنی اموال غنیمت کا پانچواں حصہ مکمل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صوابدیدی اختیار پر تھا کہ اسے جیسے چاہیں دینی مقاصد کے لئے اپنی ذات اور اہل وعیال پر نیز رشتہ داروں، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں پر خرچ کریں۔ مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال احتیاط سے اپنے لئے صرف ضروری سامان معاش پر ہی اکتفا کیا اور جو ضرورت سے بچ جاتا تھا خدا کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے حتیٰ کہ اگلے دن کے لئے بھی بچا کے نہیں رکھتے تھے۔ (ترمذی) 22

الغرض آپ نے اپنے لئے قناعت کا طریق ہی پسند فرمایا- اور فراخی کے زمانہ میں جب ازواج مطہرات نے بعض مطالبات کئے تو انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اختیار دیا کہ اگر وہ دنیا اور اس کی زینت کی خواہاں ہیں اور آپ ؐ کی طرح سادگی اور قناعت اختیار نہیں کر سکتیں تو بے شک مال و متاع لے کر آپ ؐ سے الگ ہو جائیں اور اگر اللہ اور اس کے رسول کو مقدم رکھنا ہے تو ایسی نیک عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہترین اجر تیار کر رکھا ہے-(سورۃ الاحزاب:29)

بے شک ازواج النبیؐ نے اپنے مقام کے مطابق اللہ اور اُس کے رسول کو ہی ترجیح دی، مگر اس تنبیہ سے یہ مقصد کھل کر سامنے آ گیا کہ اموال کی کثرت کے نتیجہ میں اسراف نہ ہونے پائے- بعد میں ازواج مطہرات کے معقول وظائف بھی مقرر ہوئے اور انہوں نے بھی اسوہ رسولؐ کی روشنی میں اپنے اموال بے دریغ خدا کی راہ میں خرچ کئے-

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال عسر و یسر میں انفاق فی سبیل اللہ کی تمام مدات میں دل کھول کر خرچ کر کے دکھایا-

حاجت مندوں کا خود خیال رکھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت مندوں کی ضروریات کا خود خیال رکھتے تھے- جیسا کہ قرآن شریف میں بیان ہے آپ ؐ چہرہ کے آثار سے ہی ایسے لوگوں کو بھانپ لیتے تھے۔ پھر ان کے سوال کرنے سے پہلے ہی از خود

ان کی ضروریات ذاتی ایثار کر کے بھی پوری فرماتے تھے۔ اصحاب صفہ اکثر آپ کے احسان وتلطف سے مستفیض ہوتے تھے۔ ان اصحاب اور حضرت ابوھریرہؓ کی مہمان نوازی کی وہ مثال کیسی ایمان افروز ہے جب فاقہ مست ابوھریرہؓ بھوک سے بدحال ایک قرآنی آیت کی تفسیر ابوبکرؓ وعمرؓ سے دریافت کرتے ہیں۔ مقصود یہ تھا کہ شاید وہ اس آیت کی عملی تفسیر کے طور پر کچھ کھانے پینے کا سامان کر دیں۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ابوھریرہؓ کو دیکھ کر مسکرائے اور چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ ابوھریرہؓ فاقہ سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابو ہریرہؓ بھوک لگی ہے چلو میرے ساتھ چلو۔ ابو ہریرہؓ ساتھ ہو لئے۔ آپؐ دودھ کا ایک پیالہ لائے اور فرمایا کہ جا کر اہل صفہ کو بھی بلا لاؤ۔ یہ وہ مستحق اور غریب لوگ تھے جو مسجد نبوی میں اقامت پذیر ہو کر قرآن وسنت کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ رسول اللہؐ اکثر ان کے لئے صدقات بھجوا دیتے اور تحائف میں بھی انہیں شریک کرتے۔ اس موقع پر بھی آپؐ ان اصحاب صفہ کو نہیں بھولے۔ پہلے انہیں دودھ پیش کیا پھر ابو ہریرہؓ کو خوب سیر کر کے آخر میں خودنوش فرمایا۔ (بخاری) 23

معذوروں کا خیال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی راہ میں اموال کی تقسیم کے وقت معذور محتاجوں کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کہیں سے کچھ کپڑے

آئے جو آپؐ نے تقسیم فرمائے۔ مدینہ میں ایک نابینا ضرورت مند صحابی حضرت مخرمہؓ بھی ہوتے تھے۔ انہیں خبر ہوئی تو سخت ناراضگی کے عالم میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر کے باہر سے ہی پکارنے لگے کہ میرا حصہ کہاں ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخرمہؓ کی آواز سنتے ہی پہچان گئے ۔گھر سے ایک قمیص اٹھائے باہر تشریف لائے۔ فرمایا اے مخرمہؓ! ہم نے تو پہلے ہی آپ کے لئے ایک قمیص سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ (بخاری) 24

مختلف حیلوں سے امداد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم از راہ شفقت اپنے صحابہ کی ضروریات پر خود نظر رکھتے تھے۔ امداد کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ ان کا احساس خودداری بھی مجروح نہ ہونے پائے اور دست سوال دراز کرنے کی بھی نوبت نہ آئے۔

ایک جاں نثار صحابی حضرت جابر بن عبداللہؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی محبت بھرا معاملہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ جابرؓ کے والد عبداللہؓ اُحد میں شہید ہوئے تو سات بہنوں کی پرورش کا بوجھ ان کے سر پر تھا۔ دوسری طرف والد کے ذمہ یہود مدینہ کا خاصا قرضہ بھی واجب الادا تھا۔ اسی دوران امور خانہ داری سنبھالنے کے لئے جابرؓ کو اپنی شادی کا فیصلہ بھی جلد کرنا پڑا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جملہ حالات پر نظر تھی۔ آپ ان کی مدد بھی کرنا چاہتے

ہوں گے مگر یہ بھی جانتے تھے کہ جابر غیور اور خوددار نوجوان ہے۔ جلد ہی ایک غزوہ سے واپسی پر آپؐ نے اس کا موقع پیدا کرلیا۔ جابرؓ کا اونٹ اچانک اَڑ کر رک گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ سے فوراً اس اونٹ کا سودا طے کر لیا۔ مدینہ آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خزانچی حضرت بلالؓ کو اونٹ کی قیمت ادا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جب جابرؓ وہ قیمت وصول کر کے جانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر فرمایا کہ قیمت کے ساتھ اپنا اونٹ بھی واپس لیتے جاؤ۔ اس طرح اپنے ایک پیارے صحابی کی ضرورت کے وقت امداد بھی فرمادی اور اس کی عزت نفس بھی قائم رکھی۔ (بخاری) 25

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت مند کی حاجت دیکھ کر پریشان ہو جاتے تھے اور جب تک حاجت روائی نہ فرمالیتے چین نہ آتا۔ مضر قبیلے کا وفد آیا تو انہیں ننگے پاؤں اور جانوروں کی کھالیں اوڑھے دیکھ کر اور ان کے چہروں پر فاقہ کے آثار محسوس کر کے آپؐ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپؐ بے چینی میں اندر تشریف لے گئے، پھر باہر آئے اور بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو جمع کریں۔ بلالؓ کی منادی پر لوگ اکٹھے ہو گئے۔ آپؐ نے نہایت مؤثر وعظ فرمایا اور اس وفد کی امداد کی تحریک کی۔ صحابہؓ کرام نے مالی قربانی کی اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور حسب توفیق ہر قسم کی ضرورت کا سامان حاضر کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دل کی مراد پورے ہوتے دیکھی تو مسرت سے آپ کا چہرہ تمتمانے لگا۔ (مسلم) 26

ابو اسیدؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہؐ سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی آپؐ نے کبھی انکار نہیں فرمایا- حضرت علیؓ اس کی مزید وضاحت فرماتے تھے کہ جب آپؐ کسی سائل کا سوال پورا کرنے کا ارادہ فرماتے تو جواب میں ہاں فرماتے اور اگر آپ کا جواب نفی میں ہوتا تو خاموش رہتے- چنانچہ کبھی کسی کے لئے ''نہ'' کا کلمہ آپ کی زبان پر جاری نہیں ہوا- (ھیثمی) 27

کبھی کوئی ضرورت مند آتا جس کی آپؐ مدد کرنا چاہتے اور پاس کچھ موجود نہ ہوتا تو اسے فرماتے کہ میرے وعدے پر اتنا قرض لے لو، جب ہمارے پاس مال آئے گا تو ہم ادا کر دیں گے- ایک دفعہ کسی ایسے موقع پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس بات کا حکم تو نہیں دیا جس کی آپؐ کو طاقت نہیں ہے- آپؐ نے حضرت عمرؓ کی یہ بات پسند نہیں فرمائی- وہاں موجود ایک انصاری صحابی کہنے لگے کہ یا رسول اللہؐ آپؐ دل کھول کر خرچ کریں اور خدائے ذوالعرش سے افلاس سے نہ ڈریں- رسول اللہؐ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے- (ترمذی) 28

فراخدلی

رسول کریمؐ ہمیشہ فراخدلی سے عطا کرتے تھے۔ضرورت مند بعض دفعہ آپ سے اپنا حق سمجھ کر مانگتے تھے مگر آپؐ کبھی برا نہ مناتے- ایک دفعہ ایک بدو نے آپؐ سے دست سوال دراز کرتے ہوئے عجیب گستاخانہ طریق اختیار کیا- جو

چادر آپؐ نے اوپر لی ہوئی تھی اسے اس نے اتنے زور سے کھینچا کہ آپؐ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گئے اور پھر بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگا مجھے اللہ کے اس مال میں سے عطا کریں جو آپؐ کے پاس (امانت) ہے۔ آپؐ نے اس دیہاتی کے اس رویہ پر نہ صرف صبر و ضبط اور تحمل کا مظاہرہ کیا بلکہ نہایت فراخدلی سے مسکراتے ہوئے اس کی امداد کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ (بخاری) [29]

بدی کے بدلہ میں نیکی

ایک دفعہ ایک اور دیہاتی نے جب آپؐ کے گلے کا پٹکا کھینچ کر آپؐ کو تکلیف پہنچائی اور اس طرح سخت کلامی کرتے ہوئے مانگا اور کہا کہ یہ مال نہ آپؐ کا ہے نہ آپؐ کے باپ دادا کا۔ اللہ کے اس مال میں جو ہمارا حق ہے وہ ہمیں دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو ٹھیک ہے، لیکن اے اعرابی! تم نے جو چادر کھینچ کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے اس کا بدلہ تو تم سے لیا جائے گا۔ وہ بے اختیار بول اٹھا، ہرگز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا آخر کیوں تم سے بدلہ نہ لیا جائے؟ اس نے کیسی صاف گوئی اور سادگی سے کہا۔ بدلہ اس لئے نہیں ہوگا کہ آپؐ ہمیشہ بدی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور اسے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر جو اور ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کھجوریں عطا فرما کر رخصت کیا۔ (الشفاء) [30]

ایک دفعہ ایک بدو نے آکر اپنی ضرورت سے متعلق سوال کیا۔ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب حال جو میسر تھا عطا فرما دیا- وہ اس پر سخت چیں بجبیں ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی بے ادبی کے کچھ کلمات کہہ گیا۔صحابہ کرام نے سرزنش کرنا چاہی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ۔آپؐ اس بدو کو اپنے ساتھ گھر لے گئے، اسے کھانا کھلایا اور مزید انعام و اکرام سے نوازا۔ پھر پوچھا کیا اب راضی ہو؟ وہ خوش ہو کر بولا اب تو میں کیا میرے قبیلے والے بھی آپؐ سے راضی اور خوش ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ میرے صحابہ کے سامنے بھی جا کر یہ اظہار کر دینا کیونکہ تم نے ان کے سامنے میرے ساتھ سخت کلامی کر کے ان کی دلآزاری کی تھی- جب اس نے صحابہ کے سامنے بھی اسی طرح اظہار کیا تو آپؐ نے فرمایا! میری مثال اس اونٹ کے مالک کی طرح ہے جو اپنے اڑیل اونٹ کو بھی قابو کر لیتا ہے- میں بھی سخت مزاج لوگوں کو محبت سے سدھا لیتا ہوں- (ھیثمی) 31

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح حنین کے بعد بے شمار غنائم تقسیم فرما کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک جگہ بدوؤں نے گھیر لیا اور آپؐ سے اصرار کر کے مانگنے لگے-ان کے ہجوم کے باعث پیچھے ہٹتے ہٹتے آپ کی چادر کانٹوں میں الجھ کر رہ گئی- آپؐ کمال معصومیت سے ان سے اپنی چادر واپس طلب فرما رہے تھے، پھر فرمایا اگر مویشیوں سے بھری ہوئی یہ وادی بھی میرے پاس ہوتی تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم مجھے ہرگز بزدل اور بخیل نہ پاتے- (بخاری) 32

اپنی ضروریات پر دوسرے کو ترجیح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انفاق فی سبیل اللہ میں ہمیشہ ضرورت مند کی خاطر اپنی ضرورت قربان کر (کے بھی خدا کی راہ میں) دیتے تھے۔ایک دفعہ آپؐ کیلئے لباس کی ضرورت دیکھ کر ایک صحابیہ نے ایک خوبصورت چادر کڑھائی کر کے آپؐ کی خدمت میں نظر کی جو آپؐ کو بہت پسند آئی۔ چونکہ ضرورت بھی تھی، آپؐ اندر گئے اور وہ چادر زیب تن فرما کر باہر تشریف لائے۔ ایک صحابی نے اس چادر کی بہت تعریف کی کہ آپؐ کو خوب سجتی ہے اور خوبصورت لگ رہی ہے۔ آپؐ نے اسی وقت پھر پرانی چادر پہن لی اور نئی اس صحابی کو عطا فرما دی۔کسی نے اس شخص سے کہا کہ تم نے کیوں مانگ لی۔حضور کو ضرورت تھی اُس نے کہا میں نے بھی اپنے کفن کیلئے مانگی ہے۔(بخاری) 33

اس ایثار اور انفاق فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں آپؐ کے اموال میں برکت بھی بہت عطا ہوتی تھی جس کے نتیجہ میں مزید مالی قربانی کی توفیق ملتی تھی۔ آپؐ اموال کی تقسیم میں اہل خانہ پر بھی دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ قیدی آئے۔ حضرت فاطمہؓ کو پتہ چلا تو ایک خادم مانگنے حاضر ہوئیں اور رسول اللہؐ کو موجود نہ پا کر حضرت عائشہؓ کو اپنی ضرورت بتا کر گھر چلی گئیں۔ رسول اللہؐ تشریف لائے حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی لخت جگر کا پیغام دیا کہ چکی پیس کر ہاتھ میں گٹے پڑ گئے ہیں ان کو ایک خادم کی ضرورت ہے۔ آپؐ اسی

وقت صاحبزادی فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ قیدی تو ضرورت مندوں میں تقسیم ہو چکے۔ آپ لوگ اللہ کی نعمتوں پر خدا کی تسبیح اور حمد کرو۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری)34 اس میں پیغام تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وشکراور دعا کے نتیجہ میں تمہاری یہ ضرورت پوری ہوگی۔

ایثار اور انفاق کی برکت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ یہ ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریمؐ کے پاس دس درہم تھے۔ کپڑے کا تاجر آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چار درہم میں ایک قمیص خریدا، وہ چلا گیا تو آپؐ نے وہ قمیص زیب تن فرما لیا۔ اچانک ایک حاجت مند آیا۔ اس نے آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپؐ مجھے کوئی قمیص عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو جنت کے لباس میں سے کپڑے پہنائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی نیا قمیص اتار کر اسے دے دیا۔ پھر آپؐ دوکاندار کے پاس گئے اور اس سے ایک اور قمیص چار درہم میں خرید لیا۔ آپؐ کے پاس ابھی دو درہم باقی تھے۔ راستہ میں اچانک آپؐ کی نظر ایک لونڈی پر پڑی جو بیٹھی رو رہی تھی۔ آپؐ نے پوچھا کیوں روتی ہو؟ کہنے لگی یا رسول اللہؐ! مجھے اپنے مالکوں نے دو درہم دے کر آٹا خریدنے بھیجا تھا، درہم گم گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی دو درہم

اسے دے دیئے مگر وہ پھر بھی روتی جارہی تھی۔ آپؐ نے اسے بلا کر پوچھا کہ اب کیوں روتی ہو۔ وہ کہنے لگی اس خوف سے کہ گھر والے (تاخیر ہو جانے کے سبب) سزا دیں گے۔ آپؐ اس بچی کے ساتھ ہو لئے اور اس کے گھر تشریف لے گئے۔ گھر والے تو خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ کہنے لگے ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ نے کیسے قدم رنجہ فرمایا۔ آپؐ نے (تفصیل بتا کر) فرمایا یہ آپ کی لونڈی ڈرتی تھی کہ آپ لوگ اسے سزا دو گے۔ اس کی مالکہ بولی کہ خدا کی خاطر اور آپؐ کے ہمارے گھر چل کر آنے کے سبب میں اسے آزاد کرتی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جنت کی بشارت دی اور فرمانے لگے دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دس درہموں میں کیسی برکت ڈالی؟ ان درہموں میں اپنے نبیؐ کو قمیص بھی عطا کر دی، ایک انصاری کے لئے بھی قمیص کا انتظام کیا اور ایک لونڈی کی گردن بھی آزاد کر دی۔ میں اللہ کی حمد اور تعریف کرتا ہوں جس نے اپنی قدرت سے یہ سب کچھ عطا فرمایا۔ (ھیثمی) 35

جود وسخا کے حیرت انگیز نظارے

فتوحات کے زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت کثرت سے اموال آئے مگر جیسا کہ آپؐ کی دلی خواہش تھی آپؐ نے دونوں ہاتھوں سے وہ مال خدا کی راہ میں لٹائے اور ایک درہم بھی اپنی ذات کے لئے بچا کر رکھنا پسند نہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر آپؐ کا کامل توکل تھا اور وہی ہر ضرورت

میں آپؐ کا متکفل ہوتا تھا- ایک دفعہ آپؐ عصر کی نماز پڑھا کر خلاف معمول تیزی سے گھر تشریف لے گئے- واپس آئے تو ہاتھ میں سونے کی ایک ڈلی تھی فرمانے لگے مجھے نماز میں خیال آیا کہ سونے کا ایک ٹکڑا تقسیم ہونے سے رہ گیا ہے- میں جلدی سے وہ تقسیم کرنے کے لئے آیا ہوں- مجھے یہ بات گوارا نہ تھی کہ وہ ایک دن کے لئے بھی ہمارے گھر میں پڑا رہ جاتا- (بخاری) 36

اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے آپؐ کامل ایمان رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ رازق ہے جس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ وہ خرچ کرنے پر عطا کرتا اور مال کو اور بڑھاتا ہے-

ایک دفعہ آپؐ اپنے خادم اور خزانچی بلالؓ کے پاس تشریف لائے اور کھجور کا ایک ڈھیر دیکھ کر استفسار فرمایا بلالؓ! یہ کھجوریں کیسی ہیں؟ بلالؓ نے عرض کیا کہ آئندہ کے لئے ذخیرہ کرنے کا ارادہ ہے- آپؐ نے فرمایا کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اس ذخیرہ سے جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی؟ پھر آپؐ نے بلالؓ کو نصیحت فرمائی کہ اے بلالؓ خدا کی راہ میں خرچ کرتے چلے جاؤ اور افلاس سے مت ڈرو- (طبرانی) 37

حضرت موسیٰ بن انسؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا گیا مگر آپؐ نے وہ عطا فرما دی- (مسلم) 38

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے کچھ لوگوں کو مال عطا کیا اور ایک شخص کو چھوڑ دیا جو مجھے بہت پیارا تھا۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے فلاں شخص کو مال نہیں دیا، میرے خیال میں تو وہ مومن ہے۔ حضورؐ نے فرمایا (مومن) یا مسلمان؟ آخر میں سعدؓ کے اصرار پر فرمایا اے سعد! میں ایک شخص کو دیتا ہوں اور دوسرا شخص (جسے میں نہیں دیتا) مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ مگر میں اس اندیشہ سے دیتا ہوں کہ نہ دینے سے کہیں اُس کو ایسی ٹھوکر نہ لگے جس کے نتیجہ میں اللہ اُسے آگ میں گرادے۔ (بخاری) 39

ایک دفعہ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا، آپؐ نے بکریوں سے بھری ایک وادی اسے عطا فرما دی۔ (مسلم) 40

اس نو مسلم عرب سردار نے آپؐ سے وادی کے درمیان زمین کا بھی مطالبہ کیا تھا۔ آپؐ نے زمین کی چراگاہیں اور بکریوں کے ریوڑ سمیت سب کچھ اسے ھبہ کر دیا۔ یہ واقعہ اس کے لئے معجزے سے کم نہ تھا۔ وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا تو اس حیرت انگیز تاثر کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکا کہ اے میری قوم! تم سب مسلمان ہو جاؤ۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو اتنا دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ سے بھی نہیں ڈرتے۔ (ھیثمی) 41

فتح مکہ اور فتح حنین کے بعد بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و کرم کے حیرت انگیز نظارے مفتوح قوم نے بھی دیکھے۔ یہ انعام و اکرام

تالیف قلب کی خاطر تھا-ابن شہاب زہریؒ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد حنین کے معرکہ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی-اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ کو سو اونٹ عطا فرمائےؐ پھر سو اونٹ دیئے، پھر سو اونٹ دیئے-(گویا تین صد اونٹ عطا فرمائے) صفوان خود کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جب یہ عظیم الشان انعام عطا فرمایا اس سے پہلے آپؐ میری نظر میں سب دنیا سے زیادہ قابل نفرت وجود تھے لیکن جوں جوں آپؐ مجھے عطا فرماتے چلے گئے، آپؐ مجھے محبوب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آپؐ مجھے سب دنیا سے زیادہ پیارے ہو گئے-(مسلم)42

اسی طرح سردار مکہ ابوسفیان، ان کے بیٹے معاویہ اور ایک اور قریشی سردار حارث بن ھشام کو بھی آپؐ نے سو سو اونٹ عطا فرمائے-بعض روایات کے مطابق یہ کل ساٹھ افراد تھے جن کو آپؐ نے تالیف قلب کی خاطر انعام واکرام سے نوازا-(الشفاء)43

غزوہ حنین میں بنو ہوازن کے چھ ہزار لوگ قیدی ہوئے تھے-اہل حنین یہ درخواست لے کر آئے کہ ان کو آزاد کر دیا جائے-یہ غلام تقسیم ہو چکے تھے-نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا اور انہیں تحریک فرمائی کہ ان غلاموں کو آزاد کر دیا جائے اور وعدہ فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کے عوض آئندہ اپنا حق لینا چاہے وہ اسے ادا کر دیا جائے گا-چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خواہش پر تمام مسلمانوں نے بخوشی ان چھ ہزار غلاموں کو آزاد کر دیا۔(بخاری)44 غلاموں کی آزادی کا وہ نظارہ بھی کیا عجیب ہوگا۔جب وہ آزاد ہوکر گلیوں میں دوڑتے پھرتے ہوں گے۔

عرب قبائل کے قبول اسلام میں ایک روک مکہ و مدینہ کے درمیان جنگ تھی۔ وہ انتظار میں تھے کہ دیکھیں فتح کس کو ہوتی ہے؟ فتح مکہ کے بعد یہ قبائل دھڑا دھڑ وفود کی صورت میں مدینہ آکر اسلام قبول کرنے لگے۔اسلئے 9ھ کا سال عام الوفود بن گیا۔ یہ وفود بھی نبی کریم ﷺ کے جود وسخا اور انعام واکرام سے فیضیاب ہوتے رہے۔

9ھ وفد تجیب مدینے آیا یہ تیرہ افراد تھے جو مال زکوۃ بھی ساتھ لائے تھے۔رسول کریمؐ انکی آمد سے بہت خوش ہوئے۔آپؐ نے انکو خوش آمدید کہا اور باعزت رہائش کی جگہ انہیں مہیّا فرمائی اور بلال کو حکم دیا کہ ان کے لئے ضیافت اور تحائف کا بہترین انتظام کرے۔اوران لوگوں کو آپؐ نے اس سے کہیں زیادہ عطا فرمایا جو آپؐ بالعموم وفود کو انعام واکرام سے نوازتے تھے۔اس کے بعد پوچھا آپ میں سے کوئی انعام لینے سے محروم تو نہیں رہ گیا۔انہوں نے کہا ہمارا ایک کم سن بچہ پیچھے خیمہ میں ہے۔فرمایا اُسے بھی لاؤ۔وہ آیا تو کہنے لگا کہ میں بنی ابزیٰ سے ہوں اور میرے قبیلے کے لوگوں کی مرادیں آپؐنے پوری فرمائی ہیں میری حاجت بھی پوری کریں۔رسول اللہؐ نے فرمایا۔حاجت بیان کرو۔کہنے لگا۔اللہ

سے دعا کریں کہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کرے اور میرے دل میں غنا پیدا کردے۔ آپؐ نے اسی وقت یہ دعا کی ''اے اللہ اسے بخش دے، اس پر رحم کر اور اسکے دل میں غنا پیدا کردے۔'' پھر وہ لوگ واپس چلے گئے اور حج کے موقع پر 10ھ میں دوبارہ آئے۔ نبی کریمؐ نے ان سے اس بچے کے بارے میں پوچھا۔ ان سب نے گواہی دی کہ ہم نے اس جیسا خوش نصیب اور اس سے زیادہ قانع آج تک نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس پر بے شمار فضل ہیں۔ (ابن سعد) 45

فروہ بن مّسیک مرادی شاہان کندہ کی اطاعت چھوڑ کر رسول کریمؐ کی اطاعت قبول کرتے ہوئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول کریمؐ نے اسے 12 اوقیہ سونا، ایک عمدہ قسم کا اونٹ اور ملک عمان کی بنی ہوئی پوشاک انعام عطا فرمائی۔ اور اسے مراد قبیلہ پر امیر مقرر فرمایا۔ (ابن سعد) 46

10ھ حجتہ الوادع کے سال میں وفد محارب آیا اور اسلام قبول کیا۔ مکی دور میں اُن سے بڑھ کر کسی نے رسول اللہؐ سے درشتی اور سخت زبانی نہیں کی تھی مگر ان سے بھی رسول اللہؐ نے حسن سلوک فرمایا اور دیگر وفود کی طرح انہیں انعام واکرام سے نوازا۔ (ابن سعد) 47

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ستر ہزار درہم آئے۔ یہ سب سے زیادہ مال تھا جو کبھی آپؐ کے پاس آیا- یہ درہم آپؐ نے ایک

چٹائی پر رکھوائے- پھر آپؐ وہ بانٹنے کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کو تقسیم کر کے دم لیا- اس دوران جو سوالی بھی آیا، اُسے آپؐ نے عطا کیا- یہاں تک کہ وہ چٹائی صاف ہوگئی- (الوفاء) 48

دوسری روایت میں نوے ہزار درہم تقسیم کرنے کا ذکر ہے- (الشفاء) 49

عبداللہ ھوزنیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریمؐ کے اخراجات کیسے پورے ہوتے تھے- بلالؓ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کو مبعوث کیا اس وقت آپؐ کے پاس کوئی مال نہیں تھا- میں وفات تک آپؐ کے ساتھ رہا- آپؐ کے پاس جب کوئی ضرورت مند آتا تو مجھے حکم دیتے- میں اس کے لئے قرض لے کر کپڑے وغیرہ خرید دیتا اور کھانا وغیرہ کھلاتا- ایک دفعہ ایک مشرک نے کہا کہ کسی اور کی بجائے مجھ سے ہی قرض لے لیا کرو- جب اس کا قرض زیادہ ہوا تو وہ بہت سختی سے تقاضا کرنے لگا- یہاں تک کہ میں نے شہر چھوڑ کر بھاگ جانے کی تیاری کر لی- مگر اگلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے علی الصبح بلاوا آگیا- حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ میں حاضر ہوا- کیا دیکھتا ہوں کہ چار اونٹ سامان طعام اور لباس سے لدے ہوئے ہیں جو فدک کے سردار نے آپؐ کو بھجوائے تھے- حضورؐ نے فرمایا اے بلالؓ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ادائیگی کا انتظام کر دیا- اب قرض ادا کر دو- چنانچہ قرض ادا ہوا اور کچھ بچ بھی رہا- آپؐ نے فرمایا میں گھر نہیں جاؤں گا جب

تک کہ تم یہ مال بھی تقسیم نہ کر دو- جب رات تک کوئی سائل نہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رات مسجد میں گزاری- اگلے دن جب بلالؓ نے بتایا کہ اب مال تقسیم ہو چکا ہے تو آپؐ اطمینان سے اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے گئے-(ابوداؤد) 50

بخشش وعطا کے مواقع کی تلاش

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق تحفہ قبول کر کے جواب میں (حسب حال) بہتر تحفہ دینے کی کوشش فرماتے تھے- ربیعہ بنت معوذؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے مجھے تازہ کھجوروں کا ایک طشت اور کچھ ککڑیاں دے کر حضورؐ کی خدمت میں (تحفہ) پیش کرنے کے لئے بھجوایا- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی ککڑیاں بہت پسند تھیں- اس زمانہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کے علاقے سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے آپؐ نے مٹھی بھر زیور ربیعہؓ کو عطا فرمایا- دوسری روایت میں ذکر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ بھر کر سونے کا زیور ربیعہؓ کو دیا اور فرمایا یہ زیور پہن لو-(ھیثمی) 51

حسن ادائیگی

ایک دفعہ نبی کریمؐ نے ایک اونٹ کسی سے بطور قرض لیا، واپس کرتے

وقت اس سے اچھا اونٹ لوٹایا اور فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ادائیگی میں بہتر طریق اختیار کرتے ہیں۔ (ترمذی)[52] اسی طرح حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھ سے قرض لیا اور واپس کرتے ہوئے بڑھا کر عطا فرمایا۔ (بخاری)[53]

ایک دفعہ ایک یہودی نے واپسی قرض کا تقاضا ذرا سختی اور گستاخی سے کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواباً اُسے کچھ سخت سست کہا تو آپؐ نے منع فرمادیا اور انہیں حکم دیا کہ اسے قرض بھی ادا کریں اور کچھ زیادہ بھی دے دیں۔ آپؐ کا یہ حلم دیکھ کر اس شخص نے اسلام قبول کرلیا۔ (حاکم)[54]

عطاءِ نبویؐ کی نرالی شان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور بخشش کی ایک نرالی شان جو اور کہیں نظر نہیں آتی یہ ہے کہ آپؐ کی عطا کے سلسلے آپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے جس کی ایک مثال جابرؓ بن عبداللہؓ کا یہ واقعہ ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے مال آیا تو میں آپ کو ایسے ایسے اور ایسے دوں گا (یعنی بہت دوں گا)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحرین کا مال آنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں وہ مال آیا تو انہوں نے اعلان کروایا کہ کسی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض یا وعدہ ہو تو وہ آکر لے لے۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا کہ مجھ سے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال بحرین آنے پر اس اس طرح دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں ہاتھ بھر کر مجھے درہم عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ اب ان کو شمار کرو، وہ پانچ سو درہم نکلے۔ آپؐ نے فرمایا اس سے دگنے (یعنی ایک ہزار) مزید لے لو، تاکہ رسول اللہؐ کا وعدہ تین مرتبہ دینے کا پورا ہو جائے۔ (مسلم)[55]

آخری پونجی بھی صدقہ کردی

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے سات دینار حضرت عائشہؓ کے پاس رکھوائے ہوئے تھے۔ آخری بیماری میں فرمایا کہ اے عائشہ! وہ سونا جو تمہارے پاس تھا کیا ہوا۔ عرض کیا میرے پاس ہے۔ فرمایا صدقہ کردو۔ پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ مصروف ہوگئیں۔ جب ہوش آئی، پوچھا کہ کیا وہ سونا صدقہ کردیا۔ عرض کی، ابھی نہیں کیا۔ چنانچہ آپؐ نے وہ دینار منگوا کر ہاتھ پر رکھ کر گنے اور فرمایا محمدؐ کا اپنے رب پر کیا توکل ہوا اگر خدا سے ملاقات اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ پھر وہ دینار صدقہ کردیئے اور اسی روز آپؐ کی وفات ہوگئی۔ (ھیثمی)[56]

حواله جات

1 بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی کن فی الدنیا کانک غریب

2 بخاری کتاب الرقاق باب ماقدم من ماله فهوله5964

3 ترمذی کتاب صفة القیامه باب منه:2394

4 بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد:3736

5 بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی مااحب أن لی مثل أحد5964

6 بخاری کتاب الزکوٰة باب انفاق المال فی حقه:1320

7 بخاری کتاب الزکوٰة باب فضل صدقة الشحیح الصحیح1339

8 بخاری کتاب النفقات باب فضل النفقة علی الأ هل4933

9 بخاری کتاب الرقاق باب الغنی غنی النفس

10 بخاری کتاب الزکوٰة باب التحریض علی الصدقه

11 بخاری کتاب الزکوٰة باب مثل البخیل

12 بخاری کتاب الرقاق باب الریاء والسمعة6018

13 بخاری کتاب الزکوٰةباب صدقة السر

14 مسلم کتاب الزکوٰة باب فضل النفقه علی العیال

15 بخاری کتاب النفقات باب فضل النفقه

16 بخاری کتاب التفقات باب فضل النفقة

17 بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی

18 مجمع الزوائد و منبع الفوائد از علامه هیثمی جلد9صفحه 13بیروت

19 بخاری کتاب الصوم باب اجود مایکون

20 بخاری بدء الوحی

21 بخاری کتاب النفقات باب حبس نفقة الرجل قوت سنته4939

22 ترمذی کتاب الزهد باب ماجاء فی معیشة النبیؐ واهله

23 بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبیؐ

24 بخاری کتاب اللباس باب القبا

25 بخاری کتاب الجهادباب من ضرب دابة غیره فی الغزو2649

26 مسلم کتاب الزکوٰةباب الحث علی الصدقة ولو بشق ثمرة1691

27 مجمع الزوائد هیثمی جلد9ص 13 بیروت

28 شمائل للترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللهؐ

29 بخاری کتاب الفرض الخمس باب ماکان النبیؐ یعطی المؤلفة قلوبهم2916

30 الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ص140بحواله بیهقی بیروت

31 مجمع الزوائد هیثمی جلد9ص 15 بیروت

32 بخاری کتاب الجهاد باب الشجاعة فی الحرب

33 بخاری کتاب الجنائزباب من استعد الکفن فی زمن النبیؐ1198

34 بخاری کتاب النفقات باب عمل المرأة فی بیت زوجها4942

35 مجمع الزوائد هیثمی جلد9ص 14 بیروت

36 بخاری کتاب الزکوٰة باب من احب تعجیل الصدقه

37 المعجم الکبیر لطبرانی جلد1ص 325 بیروت

38 مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول الله---427

39 بخاری کتاب الایمان باب اذالم یکن الاسلام علی الحقیقة26

40 مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول اللہؐ شیئا قط فقال لا 4245

41 مجمع الزوائد ہیثمی جلد9ص13 بیروت

42 مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول الله شیئا قط فقال لا 4277

43 الشفاء للقاضی عیاض ج1ص 145مطبوعه بیروت

44 بخاری کتاب المغازی باب یوم حنین ...... الخ

45 الطبقات الکبری لابن سعد جلد1 ص323دارالفکربیروت

46 الطبقات الکبری لابن سعد جلد1 ص327دارالفکربیروت

47 الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد1 ص299دارالفکربیروت

48 الوفاء باحوال المصطفٰی ص447 ابن الجوزی بیروت

49 الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض جلد1ص 146 مطبوعه مصر

50 سنن ابی داؤد کتاب الخراج باب فی الامام یقبل هدایاالمشرکین

51 مجمع الزوائد للهیثمی ج9صفحه 13 بیروت

52 ترمذی ابواب البیوع باب استقراض البعیر

53 بخاری کتاب الاستقراض باب حسن القضاء

54 مستدرک حاکم کتاب معرفة الصحابه ذکر اسلام زید بن سعنه

55 مسلم کتاب الفضائل باب ماسئل رسول الله شیئا قط فقال لا 4278

56 مجمع الزوائد للهیثمی جلد3ص124مطبوعه بیروت